جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری

مولانا محمد عادل قادری (فاضل جامعہ انوار القرآن کراچی)

قرن جاری کی ممتاز و معروف فقہی شخصیات میں سے ایک استاذیم مفتی سید شجاعت علی قادری (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ آپ کا وصال ۷ ۲جنوری ۱۹۹۳ء کو ہوا۔اسی مناسبت سے جنوری کے اس شمارے میں ہم قبلہ مفتی صاحب کی فقہی خدمات پر جناب مولانا محمد عادل قادری صاحب کا ایک مضمون پیش کررہے ہیں،جو ان کے ایک تحقیقی مقالہ کا حصہ ہے۔ اس مقالہ میں مذکور دیگر فقہی شخصیات کا تعارف بھی انشاءاللہ ہم آئندہ شماروں میں سلسلہ وار پیش کریں گے۔(مجلس ادارت)

مولانا مفتی سید شجاعت علی قادری (سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان،بانی و شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ)بیک وقت علوم دینیہ و علوم عصریہ کے متبحر عالم تھے۔ قدیم اور جدید عربی پر گہرا عبور رکھتے تھے آپ جنوری ۱۹۴۱ء میں بدایوں(یوپی انڈیا) میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مفتی سید مسعود علی قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو کہ مدرسہ انوار العلوم ملتان میں منصب افتاء پر فائز تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ عربیہ حافظیہ سعدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں حاصل کی۔ ناظرہ قرآن کریم محترم حافظ غلام ربانی صاحب سے پڑھا(حافظ صاحب امام النحو علامہ غلام جیلانی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی دامت برکاتھم العالیہ کے استاد محترم کے بھائی تھے) اسکے بعد مفتی صاحب اپنے والدین کے ساتھ دس سال کی عمر میں ۱۹۵۱ء میں پاکستان(ملتان) تشریف لے آئے اور یہاں مدرسہ انوارالعلوم میں تعلیم کا آغاز نہایت ہی ذوق وشوق اور محنت ولگن سے کیااور اسی درسگاہ سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔

معروف اساتذہ کرام میں والدماجد مفتی سید مسعود علی صاحب،رئیس المناظرین حضرت علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب حقانی(والد ماجد علامہ مفتی محمد حسن حقانی دامت برکاتھم العالیہ)اور جنید وقت رازیٔ زماں محدث اعظم علامہ سیداحمد سعید صاحب کاظمی رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہیں۔

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

تقریباً اٹھارہ سال کی عمر میں ۱۹۵۹ء میں مدرسہ انوار العلوم سے سند فراغت حاصل کی۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۱ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے ایم اے اسلامیات کیا۔

☆...... ۱۹۷۴ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے ایم اے عربی کیا۔

☆...... ۱۹۸۴ء میں ریاض یونیورسٹی (سعودی عرب) سے عربی لٹریچر کا کورس کیا۔

☆...... ۱۹۸۴ء ہی میں یونیورسٹی آف کراچی سے ڈاکٹریٹ کیا۔

مفتی شجاعت علی قادری صاحب نے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد کراچی کو رونق بخشی اور اہلِ سنت وجماعت کے مختلف مدارس میں درس وتدریس اور افتاء کا کام بڑی دقت نظری اور جانفشانی سے سرانجام دیا۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۲ء تک دار العلوم امجدیہ میں بحیثیت صدر مدرس اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ اس کے بعد اپنے چند مخلص دوستوں کے ساتھ ملکر ۱۹۷۵ء میں دار العلوم نعیمیہ کا آغاز فرمایا۔ جس کا سنگِ بنیاد علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب علیہ الرحمہ اور دیگر علماء ومشائخ اہلسنّت نے رکھا۔ مفتی صاحب تادمِ آخر دار العلوم نعیمیہ کے شیخ الحدیث اور مفتی رہے۔

حق تعالیٰ نے آپ کو اپنے دین کی سربلندی کیلئے چن لیا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ بہت اونچے اونچے مناصب پر فائز رہے اور ہر جگہ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی۔ شیخ الحدیث اور افتاء کی مسند پر فائز ہونے کے علاوہ آپ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۹ء تک وفاقی شرعی عدالت کے جج بھی رہے، علاوہ ازیں ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۳ء تک آپ نے اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں آپ کو درس وتدریس، تحریر وتقریر، فتویٰ نویسی اور عربی کتب کے تراجم میں ملکہ عطا فرمایا وہیں قسامِ ازل نے موصوف کو تصنیف وتالیف کا ذوقِ لطیف بھی عطا فرمایا۔ آپ کی تصانیف وتراجم مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ترجمہ تفسیر مظہری (۱۵ پارے) (۲) ترجمہ مواہب اللدنیہ (۳) ترجمہ شرح الصدور (۴) ترجمہ الخیرات الحسان (۵) ترجمہ کتاب الشفاء شیخ الرئیس کے بعض حصے (۶) انشاء العربیہ (۴ حصے) (۷) رسالہ ختم نبوت کا اردو سے عربی میں ترجمہ (۸) ختم نبوت پر عربی میں ایک رسالہ (۹) اسلام میں مرتد کی سزا (۱۰) اسلام کا معاشی نظام (۱۱) عقائد واعمال (۱۲) تین طلاقیں (۱۳) سورہ بنی اسرائیل کا ترجمہ، تفسیر اور اس کے ساتھ سیرت رسول اکرم ﷺ (۱۴) فقہ

☆ الضرر یزال ☆ ضرر (نقصان) کا ازالہ کیا جائے گا ☆

اہل سنت (۱۵) عدالتِ اسلامیہ (۱۶) من ھو احمد رضا؟ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عربی میں) (۱۷) فتاویٰ رضویہ (عربی عبارات کا ترجمہ) (۱۸) اربعین (۱۹) بہارِ شریعت کے آخری حصہ کی تالیف۔

مفتی صاحب بڑی باکمال شخصیت کے مالک تھے۔آپ کے ہمعصر علماء اور آپکے طلباء ہمہ وقت آپ کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں۔آپ کے اخلاقِ کریمہ اور عاداتِ مبارکہ کے بارے میں رئیس التحریر حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتھم العالیہ فرماتے ہیں :

''مفتی صاحب صحیح معنوں میں مرنجاں مرنج شخصیت تھے، وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس بننے کے بعد بھی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تشریف لاتے اور احباب کے ساتھ یوں گھل مل جاتے کہ اجنبیت اور برتری کا احساس تک نہ ہوتا، جہاں جاتے ہمہ وقت تبلیغ دین کیلئے تیار رہتے، بلکہ بعض اوقات خود کہہ کر تبلیغ دین کے مواقع مہیا کر لیتے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ خشک مزاجی سے کوسوں دور رہتے، خود بھی خوش رہتے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والے بھی خوش رہتے۔ بات بات پر مجلس کو کشتِ زعفران بنا دیتے تھے''۔

جگر گوشہ غزالیٔ زماں مفکر اسلام پروفیسر حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ العالی مفتی شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں :

''مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو میں بچپن سے جانتا ہوں، وہ دس سال کی عمر میں ملتان آئے اور مدرسہ انوار العلوم میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔آپ کے والد محترم حضرت مفتی سید مسعود علی قادری علیہ الرحمہ مدرسہ کے مفتی اور سینئر اساتذہ میں سے تھے۔ میری عمر اس وقت پانچ سال تھی، بچپن اور لڑکپن کی یادیں اب نسیان کی نذر ہو کر ماضی کے دھندلکوں میں گم ہو گئی ہیں، لیکن اگر میں یاد داشت کی دھندلی دوربین لگا کر ماضی کے جھروکے میں جھانکوں تو مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ کی نوجوانی کی جو فلم میرے ذھن کے پردے پر ابھرتی ہے، وہ ایک ایسے نوجوان کی ہے، جو حسن صورت اور حسن سیرت دونوں سے متصف ہے، جو ایک طرف اپنے ساتھیوں میں ظرافت کے پھول بکھیر رہا ہے اور ان سے اپنے ذوق لطیف اور حسنِ مزاج کی داد وصول کر رہا ہے تو دوسری طرف کلاس میں ایک مؤدب مگر نہایت ذہین طالب علم ہے جو نت نئے اور اچھوتے

سوالات کر کے اساتذہ سے اپنی ذہانت کا لوہا منوا رہا ہے۔ اسکا مقصد استاد کو زچ کرنا نہیں بلکہ اپنے ذہن میں پڑی گرہوں کو کھولنا اور گتھیوں کو سلجھانا ہے۔ مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ زمانہ طالب علمی میں نہایت محنتی، کتابوں کے دلدادہ اور مطالعہ کے رسیا تھے۔ وہ روزانہ اپنے ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ کتاب کی تکرار ضرور کرتے تھے جو سبق کو سمجھنے اور ذہن میں بٹھانے کیلئے ضروری ہوتی ہے۔ وہ ایک متواضع اور منکسر المزاج طالبعلم کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔ تحصیل علم کے بعد عملی زندگی میں بڑے بڑے عہدوں پر پہنچنے کے باوجود ان کے مزاج میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ ذہانت، تواضع وانکساری اور بذلہ سنجی ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات تھیں یہی وجہ تھی کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا شخص کبھی اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا تھا۔

مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ نے شروع سے آخر تک تمام تعلیم مدرسہ انوار لعلوم ملتان میں حاصل کی۔ بلاشبہ مفتی صاحب مرحوم اپنی مادرِ علمی کیلئے باعث افتخار تھے۔ میرے والد گرامی غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز مفتی صاحب مرحوم سے دورانِ تعلیم بے حد شفقت فرماتے اور ان کی محنت، لگن اور ذہانت کی تعریف فرماتے، فارغ التحصیل ہونے کے بعد مفتی صاحب کراچی چلے گئے بعد میں جب بھی مفتی صاحب کا تذکرہ ہوتا، حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ اپنے اس شاگردِ رشید کو تعریفی کلمات کے ساتھ یاد فرماتے تھے۔ (شرح الصدور مترجم، ص ۲۵، ۲۶، سبزواری پبلشرز، کراچی)

مفتی شجاعت علی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۳ء میں وزارت بہبودِ آبادی کی طرف سے ایک وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے علمی و تحقیقی دورے پر تشریف لے گئے، ابھی یہ دورہ جاری تھا کہ ۴ شعبان المکرم ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۹۳ء میں دورانِ سفر آپ کا وصال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ چند روز کے بعد جکارتہ سے مرحوم کا جسد فانی پاکستان لایا گیا۔ دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے ایک گوشہ میں مرحوم کا مزار واقع ہے۔ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ ہم سے بہت جلد جدا ہو گئے، آپ کی وفات پر جتنے آنسو بہائے جائیں، کم ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی وفات ایسے وقت ہوئی جب آپ میں علم و عمل کی تمام تر صلاحیتیں اپنے شباب پر تھیں، اس مختصر عمر میں آپ جن مناصبِ جلیلہ پر فائز ہوئے اور جو گرانقدر علمی خدمات آپ نے انجام دیں وہ اہل علم

کیلئے قابل رشک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین
مفتی صاحب نے جو کتب تحریر فرمائی ہیں ان کے اسماء گذشتہ صفحات پر گذر گئے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو مفتی صاحب کی کتب دو طرح کی ہیں۔

(۱) وہ جو خود آپ نے تالیف فرمائی ہیں اور جن میں آپ کی ذاتی سوچ فکر اور تحقیق کار فرما ہے۔

(۲) وہ جو عربی سے اردو یا اردو سے عربی میں ترجمہ کی صورت میں منظر عام پر آئیں۔

آپ نے بیشمار عربی کتب کا ترجمہ فرمایا۔ یوں آپ کا عربی سیکھنا اور عربی زبان میں محنت کرنا صرف آپ ہی کے لئے نہیں بلکہ اردو دان طبقہ اور عوام الناس کیلئے بھی بہت مفید ثابت ہوا۔ عام لوگوں کے نزدیک ترجمہ کرنا بہت آسان کام ہے، لیکن اہل علم اس کی نزاکتوں اور باریکیوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، اسی بناء پر ترجمہ کا فن انتہائی مشکل اور صبر آزما تصور لیا جاتا ہے۔

"کسی کتاب کا صحیح ترجمہ کرنے اور مصنف کے ماضی الضمیر کو صحیح معنی میں دوسری زبان میں منتقل کرنے کیلئے دیگر امور کے علاوہ مترجم میں تین چیزوں کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ اصل کتاب جس زبان میں تحریر کی گئی ہے اس زبان پر مکمل عبور یعنی اس زبان کے روز مرہ محاورات اور مصطلحات سے پوری واقفیت، دوسرے یہ کہ جس زبان میں ترجمہ کیا جارہا ہے اس زبان میں مہارت اور اس میں قدرت اظہار، تیسرے یہ کہ کتاب جس فن اور موضوع کے متعلق ہے اس فن اور موضوع سے مکمل واقفیت۔ حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ میں یہ تینوں خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ ہم آپ کی فقہ سے متعلق کتب اور فتاویٰ پر بحث سے پہلے علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمۃ (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور پر روشنی ڈالیں گے، جس کا ترجمہ جسٹس پروفیسر حضرت علامہ مفتی سید محمد شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔

شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور:

یہ کتاب موت سے متعلق ایسی جامع تصنیف ہے کہ اس موضوع کا کوئی مسئلہ تشنہ لب نہیں چھوڑا گیا نیز یہ کہ ہر موضوع قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ وغیرہ سے مزین ہے۔ حضرت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ پر عمیق نظر کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ امام موصوف نے اس جامع تصنیف میں ایک ہزار سے زائد احادیث مبارکہ کا ذکر کیا ہے اور ایک سو سے زائد کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طبقہ علماء اور عامۃ المسلمین میں اسے یکساں مقبولیت حاصل رہی ہے۔ اس کتاب کے بہت سے تراجم ہوئے ہیں لیکن مفتی شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا جو ترجمہ فرمایا ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے اور بیشمار خوبیوں کی بناء پر نہ صرف بالکل منفرد اور ممتاز ہے بلکہ بے پناہ افادیت رکھتا ہے۔

مفتی صاحب نے فقہ کے موضوع سے متعلق جو کتب تصنیف فرمائیں ان میں سے چند کا تعارف پیشِ خدمت ہے:

(۱) **فقہ اہلسنّت** : یہ کتاب مفتی صاحب نے ۱۳۹۷ھ میں لکھی، اس میں بنیادی اسلامی عقائد سے بحث کی گئی ہے اور طہارت، نماز، نماز جنازہ اور جمعہ وعیدین وغیرھا کے مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آخر میں روزمرہ پیش آنے والے معاملات کیلئے اوراد و وظائف بھی تحریر کیے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ کتاب عوام الناس کیلئے لکھی گئی ہے۔ بلاشبہ ہمارے پاس فقہ کے موضوع پر عربی و اُردو دونوں زبانوں میں بیشمار اور ضخیم کتابیں ہیں۔ لیکن عوام ان سے استفادہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ اُس دور میں آپ نے اس کتاب کو تالیف فرمایا جب اس کی بڑی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ایک ایسی کتاب ہونی چاہیے جو: (۱) انتہائی آسان، سادہ اور عام فہم انداز میں لکھی گئی ہو۔

(۲) عربی عبارات، اختلافات اور دلائل سے خالی ہو تاکہ عوام اجنبیت اور بوریت محسوس نہ کرے۔

(۳) جس میں جدید اور ایسے مسائل موجود ہوں، جو کتب فقہ میں مصرح نہیں ہوتے۔

(۴) جس میں ہر مسئلہ سائنٹفک (Scientific) انداز میں تحریر کیا گیا ہو تاکہ عام قاری بھی سمجھ سکے کہ یہ مسئلہ ایسا کیوں ہے۔

(۵) جو نہ اتنی طویل ہو کہ ذوقِ مطالعہ پر گراں ہو اور نہ اسقدر مختصر ہو کہ مفہوم واضح نہ ہو سکے۔

(۶) جو اپنے انداز اور دیگر خوبیوں سے جدید ذہن رکھنے والے اسکول و کالج کے طلبہ کو بھی متاثر کر سکے اور ان پر دین حق کی حقانیت کو آشکارا کر سکے۔

(۷) جس میں طہارت اور عبادات وغیرہ کے مسائل کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا مفہوم،

فوائد اور اہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہو اور جس میں مسائل کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ احادیث اور بزرگانِ دین کے معمولات کی روشنی میں مصائب و آلام کے وقت پڑھے جانے والے اوراد و وظائف بھی ہوں۔

اُس وقت مفتی موصوف رحمہ اللہ نے عوام کی اس ضرورت کو محسوس کیا اور ایک ایسی کتاب تالیف کی جس میں مندرجہ بالا تمام خوبیاں اور صفات موجود تھیں اور اس کتاب کو "فقہ اہلسنّت" کے نام سے موسوم کیا۔

(۲) عدالت اسلامیہ :

مفتی سید شجاعت علی قادری ایک مستند عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ جدید عصری علوم پر بھی دسترس رکھتے تھے اور ان ہی محنتوں کا صلہ آپ کو یہ ملا کہ آپ ترقی کرتے کرتے وفاقی شرعی عدالت کے جج مقرر ہوئے۔ یوں آپ کو قوانینِ اسلامیہ اور قوانینِ پاکستان دونوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ ملکِ پاکستان میں موجود مروجہ انگریزی قوانین کے بجائے اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے ابتداءً جس کام کی ضرورت تھی آپ نے "عدالت اسلامیہ" لکھ کر اس ضرورت کو پورا کر دیا۔

اس کتاب کی تالیف کا سبب یہ بنا کہ دار العلوم امجدیہ (کراچی) کے منتظمین نے ۱۹۸۱ء میں "قضاۃ" کے لیے ایک کورس کا انتظام کیا اور آپ کو بحیثیت محاضر (Lecturer) مدعو کیا۔ اس موقع پر آپ نے جو لیکچرز دیئے بعد میں ان کو قلمبند کر لیا اور عدالت اسلامیہ کے نام سے اس کو شائع کر دیا۔ اس کتاب کا ایک سرسری سا جائزہ لینے کے بعد جو باتیں خلاصہ کے طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں :

سب سے پہلے اس کتاب میں آپ نے وضاحت کی ہے کہ آئین کسے کہتے ہیں اور قانون کیا ہوتا ہے اور ان میں فرق کیا ہے؟ اور اس تفصیلی بحث کے دوران بتایا کہ شریعت ناقابلِ تبدیل جبکہ قانون قابلِ تبدیل ہوتا ہے۔ آگے جا کر اسلامی قانون (شریعت) پر مستشرقین کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات اور پھر ان کے جوابات دیئے ہیں۔ اس کے بعد فقہ کی تعریف، اصول و ماخذ بیان کرتے ہوئے احکامِ عشرین (خاص، عام، مشترک، موؤل وغیرہ) کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح

☆ یکرہ الایثار بالقرب ☆ عبادت میں ایثار مکروہ ہے ☆

اسلام میں اطاعت کا تصور، عدالتی طریقۂ کار اور اسلام کے تصورِ عدل پر تفصیلی ابحاث قائم کی ہیں۔ آخر میں اسلامی حدود اور ان کی صحت و ضرورت پر مشتمل ایک باب باندھا اور پھر برصغیر میں انگریزوں کے قانون کی تاریخ بتائی ہے کہ برصغیر میں کب انگریزوں نے کون سا قانون نافذ کیا اور کب کونسا؟

بلاشبہ زیرِ نظر کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک لاجواب اور بے مثال کتاب ہے اور دینی مدارس کے طلباء کے لیے انتہائی اہم اور ضروری۔

بہارِ شریعت (حصہ بستم)

حضرت علامہ مولانا مفتی امجد اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف لطیف "بہارِ شریعت" بلاشبہ اردو زبان میں فقہ کا ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اردو میں اس سے زیادہ ضخیم اور جامع کتاب فقہ کے مسائل پر نہیں لکھی گئی۔ یقیناً یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضان تھا کہ آپ نے اکیلے اتنا ضخیم کام کیا جتنا عالمگیر کے حکم پر پانچ سو علماء نے مل کر کیا تھا۔ البتہ! آپ اسکے ۱۷ حصے لکھ سکے، پھر بیماری اور دیگر مسائل کی وجہ سے کام آگے جاری نہ رکھ سکے اور وصیت فرمائی کہ میرے طلباء یا مریدین میں سے کوئی اسکے بقیہ حصے لکھ دے تاکہ یہ کام مکمل ہو جائے۔

چنانچہ آپ کے طلباء کو آپ کی وصیت کا خیال رہا اور اٹھارواں اور انیسوں حصہ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، حضرت مولانا وقارالدین صاحب اور حضرت مولانا قاری محبوب رضا خان صاحب نے ملکر لکھے۔ جبکہ اس کتاب کا بیسواں حصہ میراث سے متعلق ہے جو مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا۔ اور اس میں اس بات کا التزام کیا کہ حضرت امجد علی صاحب کے طرز تحریر کو حتی الامکان برقرار رکھا جائے اور یہ بھی کوشش فرمائی ہے کہ مسائل کی مآخذ کتب کے صفحہ نمبر اور جلد نمبر لکھ دیئے ہیں تاکہ اہل علم کو مآخذ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ یقیناً یہ آپ کی بہت بڑی خدمت ہے۔

☆☆☆

☆ الغرم بالغنم ☆ خسارہ نفع کے ساتھ ساتھ ہی ہوتا ہے ☆